دھکّے دیکر وہاں سے نکال دینا چاہا۔مگر اُس برہمن کے لڑکے نے کہا کہ میں تو یہاں سے نہیں جاتا تمہارے پاس رہونگا اور تمہاری خدمت کرونگا۔ بیسوا کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا کہ جو حکم دوگی وہ کام کرونگا۔ بہت منّت سماجت کر کے بیسوا کی خدمت گاری میں رہا۔ بیسوا کی لڑکی اپنی عیش وعشرت میں ہمیشہ مصروف رہا کرتی تھی۔ برہمن کا لڑکا دیکھ کر دُکھی ہوا کرتا تھا مگر کر کچھ نہ سکتا تھا ۔کیونکہ اُس پاپی نے پچھلے جنم میں اُس بیسوا کی لڑکی کا مال چوری کر کے کھایا تھا اُس کا بدلا بھوگنا پڑا اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے۔ جو لوگ اُس بیسوا کے گھر آتے تھے اُس کو دیکھ کر نفرت کرتے تھے اور اُس کی طرف تھوک دیتے تھے۔ برہمن کا لڑکا یہ حال دیکھ کر بہت ہی تکلیف پاتا تھا۔ دن رات اِسی خیال میں لگا رہتا تھا گھوڑے کو کامنی جانو اور سمتا سیل کو خوراک جانو اور راجہ کوسری جن راج جانو جس نے سیل کا رکھنا بتلایا۔ چور کو کامی سمجھو جو کہ اب ترس رہا ہے۔جس کو سنسار کے لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ٹھوکروں کو سنسار کے دُکھ جانو جو بُرے اعمال کی وجہ سے اُٹھا رہا ہے۔اس لئے میں ایسے راستہ میں کبھی قدم نہ رکھونگا۔ میں توجن راج کا فرمان مانوگا۔اور میں اپنے اصلی ٹھکانے پر جاؤں گا۔ جہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ جو حرام

خور ہوتے ہیں وہ دُرگتی میں دھکّے کھاتے ہیں۔ اس واسطہ ہی کامنی تم دھرم کروتا کہ جنم مرن کی تکلیفوں سے چھوٹ جاؤ اور دردر کے دھکوں سے بچ جاؤ۔ یہ سُن کر وہ استری لاجواب ہوکر خاموش ہوگئی۔ بیراگ میں خیال آگیا۔

اب ساتویں استری روپ سری مسکرا کر بولی کہ دھن ہے آپ کی بُدھی آپ کے سامنے ہم کہاں تک جواب کر سکتے ہیں۔ مگر آپ نیم ماتھ جی مہاراج سے زیادہ نہیں ہو۔ اُنہوں نے بھی اپنی بھابھیوں کا کہنا مان لیا تھا۔ اس قدر کیوں ہٹ کرتے ہو۔ سری بردہ مان سوامی جی مہاراج چوبیسویں ترتھنکر گربھ میں یہ عہد کرلیا تھا کہ ماں باپ کی حیات میں تارک الدنیا نہیں ہوں گا۔ ہے مہاراج بزرگوں کی پیروی کرتے ہو اُنہوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ آپ اُن سے بھی زیادہ کرنے لگے ہو اس کو ذرا مہربانی کر کے سوچ لیں۔ آپ کے والدین زندہ ہیں اُن کی فرمانبرداری کرنا واجب ہے۔ جب تک وہ زندہ ہیں تب تک آپ کو تارک الدنیا بننا ٹھیک نہیں ہے۔ ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مہاراج زبان مبارک سے کچھ فرمایئے۔ آپ بڑے رحم والے ہو ہم پر رحم کرو آپ کی کہاں تک تعریف کریں چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ آپ مہربانی

کر کے ہم سے بات کرو۔ ہم تو مانند مچھلی کے ہیں اور آپ دریا ہیں، ہماری زندگی بغیر پانی کے محال ہے۔ یعنی بغیر آپ کے ہمارا جینا نہیں ہوگا۔ ہم کو آپ بھروسہ دیں اور ہمارے درد کو دور کریں۔ یہ جاہ وحشمت اتفاق سے مل گئی ہے اس کو کیوں پھینکتے ہو سُکھ کو چھوڑ کر دُکھ میں کیوں پڑتے ہو۔ جیسے ایک پرندہ لالچ کے بس ہو کر شیر کے دھاڑ میں سے کھانے لگا تھا آخر مرنا پایا اس پر آپ بھی سمجھو۔ جمبو کمار نے کہا کہ وہ کیسے ہوا۔

مثال: ایک بڑا جنگل تھا، جس میں ایک بڑا پہاڑ واقع تھا۔ اُس پہاڑ میں گہری غار تھی، جس میں شیر رہا کرتا تھا اور ہرن وغیرہ کا شکار کر کے اپنی شکم پروری کیا کرتا تھا۔ ایک دن جو شیر نیند کے بس ہو کر ایسا خواب غفلت میں سو گیا کہ مانند مردہ کے ہو گیا۔ پرندے اُس کو مردہ سمجھ کر اُس کے ماس کو کھانے لگے۔ وہ پرندے اپنا پیٹ بھرنے کے بعد اُڑ گئے مگر ایک پرندہ جو کہ رسوں کا لالچی تھا شیر کی داڑھ میں ماس کھانے کے لئے چونچ داخل کر دی اور ہمراہیوں اُس کو ہٹایا۔ مگر اُس نے ایک نہ مانی شیر نے نیند میں ہی انگ پلٹا اور منہ کو بند کر لیا، اُس پرندے کو منہ کے بیچ میں آ کر مر جانا پڑا۔ لالچیوں کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ ہے سوامی آپ اس پر غور کرو اور لالچ چھوڑ دو۔ ہم

آٹھ استریاں تمہاری داس بنکر رہیں گی۔ ہر وقت آپ کی خدمت کرینگی جو حکم کرو گے دن کیا رات اُس کو بجالائینگی۔ ہمارا مان رکھو اور دل میں خیال کرو کیونکہ دلدار کو دلدار کا درد معلوم ہوتا ہے۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں ہمارے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے کلیجوں کو نہ تڑپاؤ اور ہم کو نہ ڈراؤ کیونکہ ڈرانے والے کو خود خوف کھانا پڑتا ہے۔ آپ تو دانا ہیں اور ہم بے عقل ہیں۔ ہم کو بے پر جان کر پناہ دیجئے کیونکہ مردوں کا یہی دستور ہے۔ کمزوروں کی ہمیشہ مدد کرتے ہیں، آپ طاقتور ہو ہم ابلا نار ہیں اس طرح سے بہت فریبانہ گفتگو کی۔ مگر جمبو کمار کب اُن کے فریب میں آنے والے تھے۔ اُن کی باتوں کا ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ جیسے کنول پانی میں نہیں چھپتا ہے ویسے جمبو کمار اُن کے فریبوں میں نہیں آئے۔

جمبو کمار نے جواب دیا کہ ہے پیاری ترتھنکر تو اپنی عمر کو جانتے تھے کہ ہماری عمر اس قدر ہے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس قدر عرصہ تک سنسار میں رہنا ہوگا اور پھر تارک الدنیا ہو کر موکش کو پہنچنا ہوگا۔ میں بالکل ناواقف ہوں کچھ نہیں جانتا کہ میری عمر کتنی ہے اور کب تک زندہ رہونگا کیا پتہ ہے کہ کس وقت موت آجائے۔ پھر سب دل کی دل ہی میں رہ جائینگی۔

اگر شیر سے وہ پرندہ ڈرتا تو کیوں پران دیتا جن کو موت کا خوف نہیں ہے۔ وہ شیر کی داڑھ میں چونچ بلا سوچے سمجھے دے دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرنا پڑا۔ اگر سوچ سمجھ کر کام کرتا تو کیوں مرنا پڑتا۔ میں ایسا نہیں ہوں، میں تو سنجم لیکر موکش کا سُکھ حاصل کرونگا۔ میں تمہارا کہنا نہ مانوں گا۔ ایک لمحہ بھی غفلت نہیں کروں گا۔ میں تمہاری گریہ وزاری دیکھ کر نرم نہیں ہوتا اس کو بھگوان جانتا ہے۔ تمہارے کہنے سب جھوٹ ہیں اور میرے سودھرما سوامی سچّے گورو ہیں۔ اُن کی پریت سچّی پریت ہے۔ جس قدر سنسار کے جیو ہیں سب مطلب کے یار ہیں، جیسے سُدھ وزیر نے ہر ایک علیحدہ علیحدہ آزمائش کری سب کے سب غرض مند پائے۔ سوائے سنت مہاتماؤں کے میں تم کو سناتا ہوں۔

مثال: ایک سگریو نام کا گاؤں تھا، وہاں کا راجہ جت سترو تھا اور اُس راجا کا وزیر سُدھی نام کا تھا۔ وہ وزیر بہت ہی عقلمند اور سمجھدار تھا۔ وہ بہت کی دانا اور حکمت والا تھا۔ راجہ اُس سے بہت ہی خوش تھا۔ ریاست کا کل انتظام اُس کی نیک نیتی کی وجہ سے راجہ نے اُس کے ہاتھ دے دیا تھا۔ راجہ وہی کرتا تھا جو وہ کہتا تھا۔ راجہ ایک دم اُس کو اپنے پاس سے جُدا نہ کرتا تھا۔